

## ناقصات عقل

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ . فَإِنِّي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ . فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ، جَزَلَةٌ: وَمَا لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ . وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ . وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلِ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِدَيْ لُبِّ مَنْكُنَّ . قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا نُقْصَاةُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ؟ قَالَ: أَمَّا نُقْصَاةُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ . فَهَذَا نُقْصَاةُ الْعَقْلِ . وَتَمَكُّثُ اللَّيَالِي مَا تُصَلِّي وَتَفْطُرُ فِي رَمَضَانَ . فَهَذَا نُقْصَاةُ الدِّينِ .

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عورتو، تم صدقہ کیا کرو اور بہت زیادہ استغفار کیا کرو۔ مجھے تم عورتوں کی زیادہ تعداد جہنم میں دکھائی گئی ہے۔ ان میں سے ایک سمجھ بوجھ والی عورت نے حضور سے پوچھا۔ ہمارے ساتھ کیا ہے کہ ہم زیادہ جہنمی ہوں گی۔ آپ نے فرمایا: تم لعنت ملامت بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری ہوتی ہو۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی تمھاری طرح عقل و دین میں کم ہونے کے باوجود عقل والے پر غالب آجائے۔ اس نے پوچھا: یا رسول اللہ، یہ عقل و دین میں کمی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: عقل کی کمی یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، یہ عقل کی کمی

ہے۔ تم کئی دن نماز نہیں پڑھتی ہو اور رمضان میں روزے نہیں رکھتی ہو یہ دین میں کمی ہے۔‘

## لغوی مباحث

معشر: 'معشر' کا لفظ ہر اس گروہ کے لیے بولا جاتا ہے جو کسی ایک امر میں مشترک ہو۔  
 رأیتکُن: اگرچہ یہاں مخاطب کی ضمیر آئی ہے۔ لیکن یہاں محض مخاطب عورتیں مراد نہیں بلکہ یہاں تمام عورتیں مراد ہیں۔ ہر زبان میں مخاطب کا اسلوب اس موقع پر بھی استعمال کر لیا جاتا ہے جہاں عمومی اصول بیان کرنا پیش نظر ہو۔ ہمارے خیال میں یہاں صرف تم ترجمہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ تم عورتیں ترجمہ کیا جانا چاہیے تاکہ ترجمے ہی سے لفظ کا محل استعمال واضح ہو جائے۔

جزالة: 'جزالة' کے معنی عقل کے ہیں یہ اسی سے صفت کا صیغہ ہے۔  
 عشیر: 'عشیر' کا لفظ معاشرت سے ہے۔ یعنی وہ جس کے ساتھ رہیں سہن ہو۔ اگرچہ یہ لفظ ہر اس شخص کے لیے بولا جاسکتا ہے جس کے ساتھ گہرا میل جول ہو لیکن اس کا استعمال بالعموم شوہر یا بیوی ہی کے لیے ہوتا ہے۔

## معنی

اس روایت میں دو بحثیں ہیں۔ ایک بحث تو یہ ہے کہ ناشکری کیا جرم ہے۔ دوسری یہ کہ عورتیں واقعی مردوں کے مقابلے میں کم صلاحیت رکھتی ہیں۔

اس روایت میں یہ بیان ہوا ہے کہ ناشکری کی وجہ سے جہنم کی سزا دی جائے گی۔ شکر گزار ہونا انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس سے انحراف فطرت سے انحراف ہے۔ جس طرح شکرگزاری ایک رویہ ہے جو بندگی کے لازمی عناصر میں سے ہے۔ اسی طرح ناشکری بھی ایک رویہ ہے جو تمام زندگی کا احاطہ کیے ہوئے ہوتا ہے۔ جس طرح شکرگزاری بندگی کی منازل طے کرانے میں قرب الہی کی ضامن ہے اسی طرح ناشکر اپن خدا سے بعد پر دلالت کرتا ہے۔ جو خدا کا شکر گزار ہو وہ بندوں کا ناشکر نہیں ہو سکتا اور جو بندوں کا شکر گزار نہیں ہے اس کا امکان کم ہے کہ وہ حقیقت میں خدا کا شکر گزار ہو۔ جذبہ شکر تمام دین داری کی اساس ہے جو شخص زندگی کے کسی بھی دائرے میں اس سے محروم ہے وہ اس خطرے سے دوچار ہے کہ وہ بندگی کے دائرے ہی سے نکل جائے۔ اس روایت میں معلوم ہوتا ہے کہ ناشکرے پن کی یہی شناعت واضح کی گئی ہے۔

یہاں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ ناشکر اپن صرف عورتوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔ اس روایت میں عورتوں کا ذکر بطور خاص صرف اس لیے ہوا ہے کہ اس وعظ کی مخاطب صرف وہ تھیں۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ شکر کا مضمون بیان ہوا ہے اور اس میں مرد و عورت دونوں یکساں مخاطب ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی واضح رہنی چاہیے کہ جائز شکایت اور ناشکر اپن دو مختلف چیزیں ہیں۔ یہاں ناشکرے پن کی مزمت ہوئی ہے۔ جائز شکایت اگر شوہر کی حیثیت کو مانتے ہوئے کی جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

اس روایت سے ایک اور حقیقت بھی سمجھ میں آتی ہے۔ ہم انسانوں کی ضروریات جن افراد سے وابستہ ہو جاتی ہیں اور ہماری توقعات جن افراد سے جڑ جاتی ہیں وہاں سب سے زیادہ شکایتیں پیدا ہوتی ہیں۔ یہی شکایتیں ہیں جو ان فوائد اور عنایات کو ہماری نگاہوں سے اوجھل کر دیتیں ہیں جو ہمیں فی الواقع حاصل ہیں۔ یہی چیز جب اعتدال سے تجاوز کرتی ہے تو ناشکرے پن میں ڈھل جاتی ہے۔ یہ چیز عورتوں ہی کے ساتھ خاص نہیں مرد بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ کسی ایک رشتے یا تعلق ہی کے ساتھ سامنے نہیں آتی ہر اس جگہ نمایاں ہو جاتی ہے جہاں ہماری کوئی ضرورت یا توقع وابستہ ہوتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس چیز پر متنبہ کیا اور انہیں صدقہ خیرات سے اس کی تلافی کرتے رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ یہ ہدایت بڑی حکمت پر مبنی ہے۔ ہم انسان اپنی کمزوریوں کے باعث اس طرح کی کوتاہیوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ توبہ و استغفار اور دوسری نیکیوں کے کرتے رہنے سے توقع ہے کہ ان کی تلافی ہوتی رہے گی اور ہم اللہ سے مغفرت پانے والوں میں شامل ہو جائیں۔

دوسری بحث عورت کی اہلیت سے متعلق ہے۔ اس روایت کے مطابق عورت دین اور عقل دونوں میں مرد سے پیچھے ہے۔ دین میں کمی کی مثال یہ ہے کہ عورت ایام کے دنوں میں نماز اور روزے نہیں رکھتی اس طرح اس کے دینی عمل میں کمی رہ جاتی ہے۔ یہ ایک واقعہ ہے لیکن اس کا سبب واضح ہے کہ عورت خلقی ساخت ہے۔ یہ اس کی طرف سے کسی کمی یا کمزوری کے اظہار کی وجہ سے نہیں ہے۔ اس طرح کے مسائل میں ہمیں معلوم ہے کہ خدا کی طرف سے اجر میں کمی نہیں کی جائے گی وہ خدا کی نیک بندیاں جو نماز کی پابند ہیں وہ بارگاہ ایزدی میں پابندی سے نماز پڑھنے والی ہی قرار پائیں گی اگرچہ اس سبب سے ان کی نمازوں کی تعداد کم ہو۔

عقل میں کمی کے لیے قرآن مجید کی آیت دین سے استشہاد کیا گیا ہے۔ آیت دین میں گواہی کا مسئلہ ارادے اور فیصلے پر مبنی ہے۔ کسی دستاویز پر شہادت ثبت کرنے والے کا انتخاب ہم خود کرتے ہیں۔ ہماری مراد یہ ہے کہ جرائم کا وقوع ہو یا حادثات ہوں وہاں گواہوں کی موجودگی محض اتفاق پر منحصر ہوتی ہے۔ وہاں ممکن ہے کوئی دیکھنے والا موجود ہی نہ

ہوا اور محض قرآن پر معاملہ منحصر ہو کر رہ جائے۔ ممکن ہے صرف ایک عورت ہو، ممکن ہے کوئی بچہ ہو، ممکن کوئی بوڑھا ہو۔ لہذا اس طرح کے معاملات میں انھی گواہیوں پر انحصار کرنا پڑے گا جو وہاں موجود تھیں خواہ ان کی نوعیت کچھ بھی ہو۔ پھر خود قرآن مجید ہی سے واضح ہے کہ دستاویز پر گواہی میں ایک کے بجائے دو عورتوں کو رکھنے کا کیوں کہا گیا۔ ارشاد ہے کہ اگر ایک گڑ بڑا جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ معاملہ عورتوں سے تعلق نہیں رکھتا اس لیے ممکن ہے گواہی کے موقع پر ایک عورت صحیح گواہی نہ دے سکے تو دوسری اسے یاد دلا کر گواہی کو درست کر دے۔ حقیقت میں یہ وہی فرق ہے جو شاعر اور پہلوان کا ہے۔ شاعر اور پہلوان بحیثیت شہری، بحیثیت مسلمان، بحیثیت شہری، بحیثیت انسان دونوں برابر ہیں۔ لیکن ان سے ہماری توقعات اور ان کا رول مختلف ہے۔ یہی معاملہ عورتوں کا ہے۔ فرق رول اور توقعات کا ہے۔ اگر فرق ہوتا تو جرم کی سزا میں فرق رکھا جاتا، عبادات میں فرق ہوتا، آخرت کی جو ادائیگی میں فرق ہوتا۔ روایت کا اصل مقصود عورت اور مرد کی افضلیت کا مسئلہ نہیں۔ رویے کی خرابی کی نشاندہی ہے۔ ہر انسان مزاج، صلاحیت، حالات میں دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ اس فرق کا اگر وہ شعور نہ رکھے اور دوسروں کے لیے مصیبت بنا رہے تو یہ چیز شکر کے رویے کے منافی ہے۔ چونکہ عورتیں ہی مخاطب ہیں اس لیے بات انھی کی مناسبت سے ہوئی ہے۔ لیکن اس سے جو اصولی بات واضح ہوتی ہے اس کے مخاطب مرد بھی ہیں۔

باقی رہا بیویوں کے شوہروں پر غلبے کا بیان تو یہاں اس کی شاعت ناشکری کے ضمن ہی میں ہے۔ تمام سماجی اور خاندانی رشتے جس میں ہم ایک دوسرے کا لحاظ کرتے وہاں کبھی ایک فریق کو فائدہ پہنچتا ہے اور کبھی دوسرے کو۔ کبھی ایک کو مفاہمت کرنی پڑتی ہے کبھی دوسرے کو۔ کبھی کسی کو اپنی جائز بات چھوڑنا پڑتی ہے کبھی کسی کو۔ ایک اعتبار سے دیکھیں تو یہی معاشرت کا حسن ہے اور یہی عمدہ اخلاقی تربیت کا ظہور ہے۔ خرابی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کوئی فریق اس طرح فائدہ اٹھاتا ہے کہ دوسرے کو وہ اس کا جائز حق بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور جانتے بوجھتے حق تلفی کرتا رہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات نمایاں کر کے اسی خرابی پر متنبہ کیا ہے۔

اس روایت سے متعلق ایک ضمنی بحث یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشاہدہ کب ہوا۔ ایک رائے یہ ہے کہ مشاہدہ ان مشاہدات میں سے ایک ہے جو آپ کو معراج کے موقع پر ہوئے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں بیان ہوا ہے کہ حضور کو یہ مشاہدہ کسوف کی نماز پڑھتے ہوئے کرایا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر تھے۔ ان پر وحی والہام اور مشاہدہ ملکوت کا سلسلہ جاری تھا۔ لہذا دونوں امکانات برابر ہیں۔ کوئی بھی صورت ہو سکتی ہے۔ بہر حال شارحین بالعموم اسے معراج ہی سے متعلق مانتے ہیں۔

اس روایت سے متعلق دوسری ضمنی بحث یہ ہے کہ کیا جہنم میں زیادہ عورتیں ہوں گی۔ جہاں تک قرآن مجید کا تعلق ہے اس میں اس طرح کی کوئی بات یا اشارہ موجود نہیں ہے۔ بلکہ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جہنم میں وہی لوگ جائیں گے جن کے اعمال میں برے اعمال کا غلبہ ہوگا اور یہ وعید ہر مسلمان کے لیے ہے اس میں عورتوں کے زیادہ ہونے یا کم ہونے کا کوئی سبب بھی نہیں ہے۔ اس روایت کی قابل قبول توجیہ یہ کی گئی ہے کہ جہنم کا جو حصہ آپ کو دکھایا گیا اس میں زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔ اس معنی کو لینے کا ایک قرینہ روایت میں بھی موجود ہے۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ”دکھائی گئی“ کا اسلوب اختیار کیا ہے۔ یہ اسلوب بھی بتاتا ہے کہ اس کلام میں عورتوں کے زیادہ جہنمی ہونے کی خبر نہیں ہے۔ حضور کو جہنم کے جس حصے کا مشاہدہ کرایا گیا اس میں زیادہ عورتیں تھیں۔

### متون

اس روایت کے تین حصے ہیں۔ ایک حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بات کہنے کے محل کے بیان کرنے سے متعلق ہے۔ دوسرا حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خیرات کی نصیحت کرنے کا بیان ہے اور تیسرے حصے میں عورتوں کی اہلیت پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

امام مسلم کی زیر بحث روایت میں وہ حصہ نہیں ہے جس میں اس گفتگو کا موقع بیان ہوا ہے۔ اس روایت کے دوسری کتب میں منقول متون سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گفتگو کسی عید کے موقع پر کی تھی۔ بعض متون میں یہ وضاحت بھی نقل ہوئی ہے کہ حضور مردوں سے خطاب کے بعد عورتوں کی طرف آئے تھے اور وہاں آپ نے عورتوں کو الگ سے نصیحت کی تھی۔ بظاہر قرآن یہی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور باتیں بھی اس موقع پر فرمائی ہوں گی لیکن کتب روایت میں روایت نہیں ہو سکیں۔

دوسرا حصہ تقریباً تمام کتب روایت میں یکساں ہے۔ بعض روایات میں البتہ عورتوں کا فرمان نبی سن کر اپنے کانٹے اتار کر دینے کا ذکر بھی ہوا ہے۔ اس کے علاوہ فرق محض لفظی ہیں۔

تیسرا حصہ عورتوں کی اہلیت پر تبصرے پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں بعض مرویات میں صرف ناقصات والی بات بیان ہوئی ہے اور بعض میں نہیں۔ مراد یہ کہ اس میں صرف ناشکری والی بات بیان ہوئی ہے کہ تم شوہروں کی ناشکری بہت کرتی ہو۔ اس ضمن میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس روایت کے بعض متون میں ناقصات والی بات کو صریح طور پر صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ یہ تصریح اس بیان کی اہمیت کو کم کر دیتی ہے لیکن بخاری اور مسلم جیسی کتابوں

